10۔ قرطبہ کا قاضی ۔۔۔۔ سیّد امتیاز علی تاج

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 83: ○ قرطبہ: اندلس (سپین) کا دارالحکومت، یورپ میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا عظیم مرکز ○ دایہ: دُودھ پلانے والی عورت، پرورش کرنے والی عورت ○ ناظر عدالت: عدالت کا کلرک ○ غرناطہ: اندلس (سپین) کا شہر ○ ایوان: گھر میں کشادہ جگہ، محل ○ دریچہ: کھڑکی ○ زینہ: سیڑھی

صفحہ نمبر 84: ○ دُھندلکا: رات اور دِن کے ملاپ کا سماں، علی الصبح یا غروب آفتاب کا منظر ○ گل کرنا: بجھا دینا ○ آہِ سرد: ٹھنڈی آہ ○ بدفال: منحوس، برے شگون والا ○ نحس کلمے: منحوس باتیں ○ ربّ العالمین: دونوں جہانوں کا پروردگار، پالنے والا ○ شگاف: سوراخ ○ تھکان: تھکاوٹ ○ لذت: مزا ○ حریص: لالچی ○ بےباک: بےخوف، نڈر ○ سولی: پھانسی

صفحہ نمبر 85: ○ نشتر زبان: زخم دینے والی زبان ○ چارہ: علاج ○ فتویٰ: شرعی حکم، شرعی فیصلہ ○ سروکار: تعلق واسطہ ○ کوڑھ مغز: بے وقوف، موٹے دماغ والا ○ سلطان: بادشاہ ○ ناکہ: شہر کا داخلی راستہ، چونگی جہاں محصول لیا جاتا ہے ○ تعمیل: عمل کرنا، حکم ماننا ○ احمق: بے وقوف ○ ہونی: قسمت، تقدیر ○ سجیلا: خوبصورت، سج دھج والا

صفحہ نمبر 86: ○ جرم: گناہ، قصور ○ خون کرنا: قتل کرنا ○ جلن: حسد ○ آزار: تکلیف ○ مقتول: جسے قتل کیا گیا ہو ○ ہم نسب: ایک جیسے خاندان والے، ہم پلہ، خاندان کے اعتبار سے برابر ○ باشندہ: رہنے والا، شہری ○ چکنی چپڑی باتیں: میٹھی اور خوشامدی گفتگو ○ پرایا: بیگانہ ○ طور: طریقہ، انداز ○ ورغلانا: گمراہ کرنا ○ خدشہ: خطرہ، اندیشہ ○ رقیب: دُشمن، حریف

صفحہ نمبر 87: ○ باور کرنا: یقین کرنا، اعتماد کرنا ○ حجتی: دلیلیں دینے والا، بحث کرنے والا ○ دار: پھانسی ○ ششدر: حیران ○ آلودہ: ناپاک ○ ہجوم: مجمع ○ مخلوط: ملی جلی ○ بے حس و حرکت: ہلے بغیر، حرکت کیے بغیر ○ گویا: یعنی، ظاہری طور پر، مانند ○ جاں نثار: جان قربان کرنے والا

صفحہ نمبر 88: ○ ڈھنڈورا پیٹا: اعلان کیا، ○ مجرم: جرم کرنے والا، گنہ گار

صفحہ نمبر 89: ○ سوا: علاوہ ○ آمادہ: رضامند ○ مرعوب ہونا: رُعب میں آنا، ڈرنا ○ مدھم: آہستہ، ہلکا

صفحہ نمبر 90: ○ اضطرار: بے قراری، بے اختیاری ○ سہمی ہوئی: خوفزدہ ○ عفو ورحم: معافی اور بخشش ○ بہرہ: سننے کی صلاحیت نہ رکھنے والا، قوتِ سماعت سے محروم ○ اِلتجا: درخواست ○ توانائی: طاقت ○ پروردگار: پالنے والا ○ فریاد: دہائی

صفحہ نمبر 91: ○ نمک خوار: نمک کھانے والے یعنی شرمندہ احسان ○ اطاعت: حکم ماننا ○ صورت: حالت

○ قرعہ اندازی: قرعہ ڈالنا، کسی کام کا فیصلہ کرنے کے لیے پرچیاں ڈالنا ○ فرزند: بیٹا ○ توفیق: ہمت، استطاعت ○ بھنبھناہٹ: مکھیوں کی آواز

صفحہ نمبر 92 : ○ استہزا: مذاق ○ زیرلب آوازیں: دبی دبی آوازیں ○ مسرور: خوش ○ کیفیت: حالت ○ مغفرت: بخشش ○ جوارِ رحمت میں: رحمت کے قریب یعنی جنت میں ○ ہیبت زدہ ہو کر: ڈرتے ہوئے، خوفزدہ ہو کر ○ رب العظیم: عظیم پروردگار

صفحہ نمبر 93 : ○ بت بنا کھڑا ہے: حرکت کیے بغیر کھڑا ہے ○ کوسِ رحلت: کوچ کا نقارہ ○ نمودار ہونا: نظر آنا ○ تاسف: افسوس ○ تن کر: اکڑ کر، فخریہ انداز میں ○ ناز: فخر، ○ دلارا: پیارا ○ آفتاب: سورج

صفحہ نمبر 94: ○ جھٹ: جلدی سے ○ تھم جانا: رُک جانا، بند ہو جانا ○ بتدریج: تسلسل کے ساتھ، آہستہ آہستہ ○ گریہ وبکا: رونا دھونا ○ دلدوز: دردناک، ڈرا دینے والا ○ متوقع: جس کی اُمید ہو ○ قوتِ ارادی: ارادے کی طاقت

صفحہ نمبر 95: ○ ضعف: کمزوری ○ مقفل کرنا: تالا لگا دینا

سبق کا خلاصہ

غرناطہ کے قاضی یحییٰ بن منصور نے انصاف کی سربلندی کی مثال قائم کرتے ہوئے ایک مقدمہ قتل میں اپنے نوجوان بیٹے زبیر کو سزائے موت سنائی ہے۔ اس کے مکان کے ایوان کے دریچوں میں سے شہر کے چوک کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مکان میں قاضی یحییٰ کے ملازم عبداللہ اور زبیر کی دایہ حلاوہ کے مابین گفتگو ہو رہی ہے۔ حلاوہ دردناک لہجے میں کہتی ہے کہ یہ کالی صبح دیکھنے کے لیے میں زندہ کیوں رہ گئی۔ زبیر تین روز کا تھا جب اس کی والدہ انتقال کر گئی تھی۔ اسے میرے دودھ نے توانائی بخشی اور پھر وہ جوان ہو گیا۔ اس کے جسم میں میرا خون ہے۔ افسوس! وہ آج سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ عبداللہ اس سے اختلاف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اندھی ہو گئی لیکن آنکھوں والے موجود ہیں۔ آج کا دن ختم ہونے پر بھی زبیر زندہ ہوگا۔ قرطبہ میں ایک شخص بھی نہیں جو قاضی کے فتوے پر عملدرآمد کرتے ہوئے زبیر کو سولی پر چڑھائے۔ زبیر لمبی عمر پائے گا اور ہم دونوں کو خود قبر میں اُتارے گا حلاوہ کہتی ہے کہ فتوے پر عملدرآمد کے لیے قرطبہ کے باہر سے ایسے لوگ بلا لیے جائیں گے جو زبیر کو نہیں جانتے۔ زبیر چڑ کر جواب دیتا ہے کہ ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے ہیں۔ آج وہی شخص قرطبہ میں داخل ہو پائے گا جو قرآن پاک کی قسم اُٹھائے کہ اسے زبیر کی سزا سے کوئی سروکار نہیں۔ حلاوہ کہتی ہے کہ ہونی کو روکنا ممکن نہیں زبیر نے حسد کے مارے خون کیا ہے۔ مقتول نے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائی تھی۔ وہ زبیر کے باپ کا مہمان تھا۔ میری آنکھیں زبیر کو پھانسی کی سزا پاتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ وہ جسے میرے دودھ نے پالا اور بڑا کیا۔ آج مر جائے گا۔ عبداللہ زبیر کی صفائی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ مقتول نے مہمان ہونے کے باوجود زبیر کی محبوبہ کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ورغلایا تھا۔ زبیر نے اپنی محبت اور عزت کی خاطر خون کیا اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ حلاوہ

کہتی ہے کہ اب دلیلیں دینے سے فائدہ نہیں۔قتل کی سزا میں زبیر کو پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔عبداللہ کہتا ہے کہ باہر چوک میں ہجوم نے سولی کو اس ارادے سے گھیر رکھا ہے کہ وہ سزا پر خود عملدر آمد کریں گے نہ کسی کو کرنے دیں گے۔زبیر کو اگر تو اپنے ہاتھوں سے سولی پر نہ لٹکائے تو شہر میں یہ کام کرنے والا کوئی اور موجود نہیں، پھر زبیر مجمع سے سوال کرتا ہے کہ تم میں سے کون زبیر کو سولی پر لٹکائے گا۔ہجوم میں سے ناراضی کی آوازیں آتی ہیں اور کوئی بھی یہ کام کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتا۔اسی اثنا میں قاضی یحییٰ بن منصور سیڑھیاں اُتر کر آتا ہے تو حلاوہ کہتی ہے کہ قاضی لاش کی طرح زندگی سے عاری نظر آرہا ہے۔عبداللہ اسے چپ رہنے کی نصیحت کرتا ہے۔قاضی کے پوچھنے پر عبداللہ بتاتا ہے کہ موت کا ڈھنڈورا پیٹنے اور مجرم کو سولی پر لٹکانے والے سرکاری کارندے غیر حاضر ہیں اور قرطبہ کے سارے مرد چوک میں موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی فتوے پر عملدر آمد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں خود بھی یہ کام نہیں کروں گا۔یہ کام آپ خود کر سکتے ہیں یا پھر ابلیس کر سکتا ہے۔قاضی عبداللہ کو ناظر عدالت کے کارندوں کو بلانے کے لیے بھیج دیتا ہے تو حلاوہ کہتی ہے کہ میں نے زبیر کو دودھ پلایا اور اولاد کی طرح پالا ہے۔آپ ہی نے اسے میرے سپرد کیا تھا۔میں کئی بار رحم کی التجا کر چکی ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔وہ میرا نہیں بلکہ آپ کا بیٹا ہے میری التجا سن لیجیے یا مجھے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیجیے۔قاضی جواب دیتا ہے کہ میں بہرا نہیں۔تم چلی جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو۔ناظر عدالت کے آدمی آتے ہیں تو قاضی انہیں اطاعت سلطان کا حلف یاد دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میں سے کون مجرم کو سولی پر لٹکا سکتا ہے۔وہ سب خاموش رہتے ہیں۔قاضی کی طرف سے قرعہ اندازی کی تجویز بھی مسترد کر دیتے ہیں پھر ان کا نمائندہ بیباکی سے کہتا ہے جس شخص نے زبیر کو مجرم قرار دیا، پھانسی دینے کا کام بھی وہی کر سکتا ہے۔ہم زبیر کو قصوروار نہیں سمجھتے۔قاضی دریچہ کھول کر عوام سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی ایک مجرم کو سولی پر لٹکا سکتا ہے۔لیکن کوئی بھی رضامند نہیں ہوتا۔اس پر قاضی عدالت کے کارندے کو کنجیاں دیتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ زبیر کو سولی کے چبوترے پر پہنچایا جائے۔کوس رحلت بجتا ہے۔قاضی اپنے ہاتھوں اپنے فرزند کو سولی پر لٹکانے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔حلاوہ یہ منظر دیکھتی ہے۔ سزا پانے سے قبل زبیر اپنے باپ کے ہاتھ چومتا اور آنکھوں سے لگاتا ہے۔حلاوہ اللہ سے دُعا کرتی ہے کہ زبیر کی روح کو جلد اپنے دامن رحمت میں لے لے۔قاضی یحییٰ بن منصور اپنے بیٹے کو سولی پر لٹکانے کے بعد خود کو کمرے میں بند کر کے دروازہ مقفل کر لیتا ہے۔حلاوہ کہتی ہے کہ یہ دروازہ اب کبھی نہیں کھلے گا اور ہم قاضی کو کبھی زندہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

مشقی سوالات

1۔مختصر جواب دیجیے۔

الف: حلاوہ (زبیر کی دایہ) کو زبیر سے اس قدر لگاؤ کیوں تھا؟

جواب: زبیر صرف تین روز کا تھا جب اس کی ماں وفات پا گئی تھی۔اس کے بعد زبیر کے والد نے اسے حلاوہ کو